JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES ISSN 2663-192x

Journal of Academic Research for Humanities (JARH) Vol. 2, No. 2 (Apr-Jun 2022)

عہد نبوی ﷺ میں تفریح کے طریقے

Methods of Entertainment in the Prophetic Age

Published online: 17-7-2022

Dr Qutab Nisar
Visiting Assistant Professor
Aspire College Mustafabad,
Kasur-Pakistan
laverjzza@gmail.com

ABSTRACT

Islam describes the basic rules for human life directly or indirectly on which scholars derived rules of all aspects of life. Nowadays, man has created an atmosphere of competition and is leading a mechanical life. This element has added a crucial aspect to the importance of entertainment. Entertainment is part and parcel of human life. Islam has provided guidance as to which entertainment should be enjoyed and which should be avoided. Entertainment invigorates our souls and body. It yields determination and encouragement in the human body which leads him to achieve high aims in life, therefore, entertainment is vital for a man. In this article, the researcher investigated and analyzed the events and entertainment activities held in the time of the holy prophet Muhammad ﷺ and derived the acceptance and alteration of prevalent entertainment activities as per the Islamic perspective.

Keywords: *entertainment; Islamic; Prophetic; Horse riding; Swimming*

خاکہ:

اسلام بالواسطہ یا بالواسطہ انسانی زندگی کے تمام بنیادی اصول بیان کرتا ہے جن کی بنیاد پر علماء نے زندگی کے تمام پہلوؤں کے احکام اخذ کیے ہیں۔ موجودہ دور میں انسان نے مقابلے کی فضا پیدا کر دی ہے اور وہ مشینی زندگی گزار رہا ہے۔ اس عنصر نے تفریح کی اہمیت کو زندگی کے ایک ناگزیر اہم پہلو کے طور پر اضافہ کیا ہے۔ تفریح انسانی زندگی کا حصہ اور جزء ہے۔ اسلام نے یہ رہنمائی فراہم کی ہے کہ کن تفریحات سے لطف اندوز ہونا چاہیے اور کن سے اجتناب کرنا چاہیے۔ تفریح ہماری روح اور جسم کو متحرک کرتی ہے۔ اس سے انسانی جسم میں عزم اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے جو اسے زندگی میں اعلیٰ مقاصد کے حصول کی طرف لے جاتا ہے، اس لیے انسان کے لیے تفریح بہت ضروری ہے۔ اس مضمون میں، محقق نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہونے والے واقعات اور تفریحی سرگرمیوں کی تحقیق اور تجزیہ کیا اور اسلامی نقطہ نظر کے مطابق مروجہ تفریحی سرگرمیوں کو قبول کرنے یا رد کرنے کا نتیجہ اخذ کیا۔

اشاری الفاظ: تفریح، سرگرمیاں تہوار، مقابلہ، گھوڑسواری، ڈوڑ، تیر اندازی، تیراکی، موسیقی، کشتی، تقریبات، مزاح، شاعری

تعارف:

تفریح موجودہ دور کی پریشان کن، تناو اور ذہنی پراگندگی کے دور کی ایک اہم ترین ضرورت بن چکی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آج کل ہم ایسی بے شمار سرگرمیوں کو بھی تفریح کے زمرے میں لیتے ہیں جن سے بظاہر تو خوشی کا ماحول بنتا لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسی تفریحات انسان کو سکون، اطمینان، تقویت نہیں بلکہ انسان کے مستقل سکون اور اطمینان و تندرستی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لیے ایسی تحقیق کی ضرورت پیش آئی کہ ان تفریحات کو واضح کیاجائے تو حقیت میں تفریح دیتی ہیں۔

تفریح کی تعریف:

یہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مادہ ف،ر،ح ہے فرح کا مطلب غم کا متضاد ہے۔عربی زبان میں یہ لفظ متضاد معانی والے الفاظ میں شامل ہے۔اگر اس سے مراد حصول فرحت ہے تو کبھی اس سے مراد زوال فرحت بھی ہوتا ہے، خوشی کا حصول اور غم زدہ ہونا، دونوں اس کے معانی میں شامل ہیں۔اور ب یہ باب افعال و تفعیل میں استعمال ہوتا ہے (ابن منظور، لسان العرب،1956، ج2،ص:541)۔ انگریزی میں تفریح کے لیے Recreation کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معانی، فارغ وقت میں دلچسپ مشغلہ اختیار کرناہے۔

An activity done for enjoyment when one is not working. (Hornby A.S. Oxford advance Learners Dictionary 5th Edition.1995, pp.976,) فارغ وقت میں دلچسپی کی حامل سرگرمی اختیار کرنا۔

تفریح (تف۔رتح) (ع۔ا۔مث) غم دور کرنا، دل لگی، خوش طبعی، ہوا خوری، دل بہلانا، فرحت۔ (فیروزالدین ، فیروز اللغات ، 2005،ص:2005)

تفریح فارغ وقت میں دلچسپ سرگرمی اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں مستعمل ہے۔ اردو میں اسے خوش طبعی، چہل، ہوا خوری، سیر، دل بہلانا، تازگی اور طبعیت کی فرحت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔جب کہ تفریح طبع سے مراد دل لگی، ہنسی، چہل، کھلی، لیا جاتا ہے، اور تفریحاً کہنے کا مطلب ہنسی سے، دل لگی سے، بطور خوش مزاجی اور مزاح سے لیا جاتا ہے۔

(نیر، نور اللغات، 2002،ج2،ص:208)

تفریح کا مفہوم

اصطلاحی طور پر تفریح کا مفہوم ادا کرنے کے لیے انگریزی زبان میں Recreation کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔اس کا معنیٰ، فارغ وقت میں

دل چسپ مشغلہ اختیار کرنا ہے۔ Recreation کا لفظ دو الفاظ یعنی Re اور Creation سے مل کر بنا ہے اس کا مطلب ہے کہ کوئی نئی چیز مثلاً ماحول یا انداز وغیرہ تخلیق کرنا۔ (Oxford advance Learners Dictionary، pp.976) اس سے مراد تفریح اس لیے لیتے ہیں کہ تفریح فرد کو دوبارہ نئے جذبے سے زندگی کے امور سرانجام دینے کے لیے تیار کرتی ہے۔

تفریح کے لیے ہم کسی بھی قسم کی سرگرمی کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ یہ سرگرمی دماغی، جسمانی یا سماجی یا تینوں اوصاف کی حامل ہو سکتی ہیں۔

یہ سرگرمیاں انفرادی بھی ہو سکتی ہیں اور اجتماعی بھی۔تفریحی سرگرمیوں کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی بھی کی جاسکتی ہے اور کوئی معاملہ اچانک بھی تفریح کا باعث بن سکتا ہے۔تفریح کے لیے وقت ہونا چاہیے۔اس میں شمولیت کے لیے تحریک پیدا ہونی چاہیے۔اس میں فرد رضاکارانہ طور پر شامل ہوتا ہے۔ تفریح ہمیشہ لطف کا باعث ہوتی ہے۔ اگر یہ تعمیری اور بامقصد ہو تو اس کا لطف اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔

اسلام سے قبل عربوں کی تفریحی سرگرمیاں:

عرب کا علاقہ صحرائی علاقہ تھا۔ان کی آمدن کے ذرائع محدود تھے، یہ لوگ غلہ بانی اور محدود تجارت کرتے تھے۔ یہ دنیا کی ترقی سے بے خبر تھے۔ان کے ہاں مشاغل بہت کم تھے۔ ان کے بڑے مشاغل میں شاعری بہت بڑا مشغلہ تھا۔

عرب میں میلے بھی لگا کرتے تھے۔ جن میں ذوالحجاز، مجنہ، اور عکاظ کے میلے مشہور تھے جہاں ان میلوں میں فن پہلوانی، کشتی، تلوار بازی اور نیزہ بازی کے مقابلے ہوتے تھے وہاں ان میلوں میں شعراء اپناکلام بھی پیش کرتے تھے اور حاضرین وناقدین فن پرکھ کر فیصلہ دیتے کہ کس شاعر یا خطیب کاکلام بہتر ہے۔ اور جس کاکلام سب سے بہتر چناجاتا اس شاعر کے کلام کو بیت اللہ کے ساتھ لٹکادیا جاتا۔

چنانچہ امراءالقیس، نابغہ ذبیانی، ذہیر بن ابی سلمہ، عترہ وطرفہ، علقمہ اور اعشٰی وغیرہ کے قصائد عظیم الشان اور عمدہ ہونے کی وجہ سے بیت اللہ کے ساتھ لٹکائے گئے۔ اسی مناسبت سے ان کو سبعہ معلقہ بھی کہا جاتا ہے۔(ابن خلدون مقدمہ، 2010، ج 1، ص:400)

اس کے علاوہ شراب نوشی، جوا کھیلنا بھی ان کے مشاغل میں شامل تھا۔ عرب قبہ گری کے بھی عادی تھے، اور اس کو بھی ایک شغل کے طور پر لیا جاتا تھا۔ عرب کے لوگ اپنے نسب پر بہت فکر کرتے تھے۔ وہ اپنے آباوءاجداد کے بہادری کے قصے کو سنا کر، نا صرف فخر کرتے بلکہ اپنی برتری دوسروں پر ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

دور جاہلیت میں قصہ گوئی بھی لوگوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ عموماً ان قصوں میں آباوءاجداد کے کارناموں کا ذکر کرتے۔ حج کا اجتماع جو کہ اہل عرب کا سب سے بڑا اجتماع تھا، عرب جب حج سے فارغ ہوتے، تو منٰی اور الجبل کے درمیان بعض کہتے ہیں بیت اللہ کے پاس بیٹھ کر آباءواجداد کے فخریہ کارنامے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بیان کرتے۔(الخازن، تفسیر الخازن، 1998، ج1، ص: 142)

دور نبوی کے تہوار:

دنیا کی ہر قوم میں ایسے دن ہوتے ہیں جس دن وہ مختلف مشاغل کرتے ہیں اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے وہ دن عید کا دن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو بکر! بے شک ہر قوم کے لیے ایک عید کا دن مقرر ہوتا ہے اور یہ ہماری عید ہے۔(مسلم، الجامع الصحیح، 2016، کتاب العیدین، حدیث:1958)

مسلمانوں کے لیے سال میں دو دن عید کے مقرر ہیں۔ سیدنا انس ؓ نے فرمایا کہ جب نبی ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو اہل مدینہ کے ہاں دو ایسے دن مقرر تھے جن میں وہ کھیل تماشہ کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے۔ جب وہ دن آئے اور حسب معمول لوگ خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ تو رسول ﷺ نے دریافت کیا۔ کہ یہ کیسے دن ہیں؟ صحابہ اکرام ؓ نے (انصار) عرض کیا یہ ہمارے جاہلیت کے وقت کی ہنسی خوشی کے دن ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ تحقیق اللہ نے تم کو ان سے بہتر دو دن عطا فرمادئے ہیں۔ وہ یوم الاضحٰی اور یوم الفطر ہیں۔(نسائی، سنن نسائی، 2000، کتاب الصلوہ العیدین، حدیث:1587)

تیر اندازی:

صحابہ اکرام ؓ ایسی تفریحی سرگرمیوں میں شمولیت کرتے جن سے ان کی جنگی مشق بھی ہو جاتی اور ان کی تفریح کا سامان بھی پیدا ہو جاتا۔

نبی کریم ﷺ صحابہ اکرام ؓ سے فرماتے تھے: "تیر اندازی کرو میں تمہارے ساتھ ہوں"(بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، حدیث نمبر:2899) اور ایک جگہ ارشاد ہے: "سنو! طاقت تیر اندازی ہے، سنو! طاقت تیر اندازی ہے، سنو! طاقت تیر اندازی ہے"۔(مسلم، الجامع الصحیح، 2016، کتاب الامارۃ، حدیث:4918)

آپ ﷺ نے خود بھی صحابہ کے ساتھ ایسی تفریحی سرگرمیوں میں حصہ لیا، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں تیر اندازی میں کئی صحابہ کو شہرت حاصل ہوئی، جن میں عم رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم کے نام سرفہرست ہیں۔

گھوڑدوڑ:

گھوڑا دوڑ سے صحابہ اکرام ؓ نا صرف گھوڑا سواری سے لطف اندوز ہوتے بلکہ اس سے ان کو جسمانی طاقت بھی حاصل ہوتی اور ساتھ ساتھ دشمن سے مقابلے کا حوصلہ بڑھتا اور جنگی مشق بھی ہو جاتی۔ آپ ﷺ نے گھڑ سواری کی بھی ترغیب دی، صحیحین میں وارد ہے

۔کہ آپ ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان مقابلہ کروایا اور جیتنے والے کو انعام سے نوازا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ گھوڑے دو قسم کے ہوتے تھے ایک وہ جو تربیت یافتہ اور دوسرے جو غیر تربیت یافتہ تھے رسول ﷺ دونوں قسم کے گھوڑوں کی دوڑ لگوایا کرتے تھے نبی ﷺ نے تیار شدہ گھوڑوں کی دوڑ کے لیے مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کا علاقہ تھا جو کہ چھ سات میل ہے جبکہ جو گھوڑے تیار شدہ نہیں تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک کا علاقہ تھا جو کہ ایک میل ہے۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں بھی گھڑ دوڑ کے مقابلے میں حصہ لینے والوں میں سے تھا۔ (راویٔ حدیث) حضرت سفیانؒ کہتے ہیں کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع کا فاصلہ پانچ یا چھ میل تھا اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔(بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، حدیث نمبر: 2868)

اونٹ دوڑ:

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام العضباء تھا۔ کوئی اونٹ یا اونٹنی اس سے بڑھ نہیں پاتی تھی ۔ایک دفعہ ایک بدو اپنے اونٹ پر آیا اور اس نے عضبا سے دوڑ لگائی اور وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے آگے نکل گیا ۔ یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری وہ کہنے لگے العضباء مغلوب ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا، تو فرمایا بے شک اللہ حق ہے کہ وہ دنیا میں کسی چیز کو بلند نہیں کرتا مگر اسے نیچے بھی کرتا ہے (بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، حدیث: 2872)۔

تیراکی:

مکہ و مدینہ اور اس کے مضافات میں سمندر اور نہر نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تیراکی کی ترغیب دی۔ تیراکی ایک ایسا واحد کھیل ہے جس میں جسم کی ورزش اور تفریح کے مواقع بھی زیادہ ہیں، اسکی وجہ انسانی فطرت ہے انسان نئی چیز کو سیکھنے کی کوشش زیادہ کرتا ہے اس لیے صحابہ اکرامؓ تیراکی شوق سے سیکھتے تھے۔ تیراکی سے جسم کے تمام اعضاء کو تقویت حاصل ہوتی ہے، اور اعصاب میں بالیدگی ہوتی ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو و لعب ہے، سوائے چار چیزوں کے: (۱) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے سدھانا (۳) دو نشانوں کے درمیان پیدل دوڑنا (۴) اور تیراکی سیکھنا سکھانا (سیوطی، جامع الصغیر، 1995، ج5، ص:23)۔

نیزہ بازی:

کھیل کھیلنا اور اس کو دیکھنا دونوں ہی تفریح کے زمرے میں آتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ میرے حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ جب کہ کچھ حبشی نیزوں کے ساتھ مسجد کے باہر صحن میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر سے چھپا رہے تھے۔ اور میں آپ کے کان اور کندھوں کے درمیان حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی (بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلوۃ، حدیث: 438)۔ خوشی کے موقع پر جنگی کرتب کرنا اور ان سے لطف اندوز ہونا جب نبی ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ ﷺ کے آنے کی خوشی میں حبشیوں نے برچھیوں کے ساتھ کھیل کا مظاہرہ کیا تھا (ابوداود، السنن ابوداود، 2008، کتاب الادب، حدیث: 4915)۔

دوڑ:

صحابہ اکرامؓ آپس میں دوڑ لگا کر بھی لطف اندوز ہوتے تھے۔ صحابہ کرامؓ عام طور پر دوڑ لگایا کرتے تھے اور ان میں آپس میں دوڑ کا مقابلہ بھی ہوا کرتا تھا۔ بلال بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے کہ وہ نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے اور بعض بعض سے دل لگی کرتے تھے، ہنستے تھے، ہاں! جب رات آتی، تو عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے (التبریزی، مشکوۃ المصابیح، 2000، (مترجم مولانا محمد صادق خلیل)، ص: 407)۔

پیدل دوڑ میں مثالی شہرت رکھنے والے صحابی حضرت سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں: کہ ہم ایک سفر میں چلے جارہے تھے، ہمارے ساتھ ایک انصاری نوجوان بھی تھا، جو پیدل دوڑ میں کبھی کسی سے مات نہ کھاتا تھا، وہ راستہ میں کہنے لگا، ہے کوئی؟ جو مدینہ تک مجھ سے دوڑ میں مقابلہ کرے، ہے کوئی دوڑ لگانے والا؟ سب نے اس سے کہا: تم نہ کسی شریف کی عزت کرتے ہو اور نہ کسی شریف آدمی سے ڈرتے ہو۔ وہ پلٹ کر کہنے لگا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ میں نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجیے کہ میں ان سے دوڑ لگاؤں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، اگر تم چاہو؛ چنانچہ میں نے ان سے مدینہ تک دوڑ لگائی اور جیت گیا (مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، حدیث:4654)۔

حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق اور زبیر بن العوام میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت زبیرؓ آگے نکل گئے، تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہوا، تو حضرت فاروق آگے نکل گئے، تو انھوں نے وہی جملہ دہرایا: ربِ کعبہ کی قسم میں جیت گیا (حسام الدین، کنزالعمال، 2009، ج15، ص:224)۔

کشتی اور کبڈی:

آج بھی گاوں دیہاتوں کے میلوں میں کبڈی تفریح کے لحاظ سے اپنا مقام رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں بھی کشتی اور کبڈی تفریح کے مواقع فراہم کرتی تھی۔ اس دور میں پہلوانوں کو معاشرے میں نمایاں مقام حاصل تھا۔

اس کھیل میں ورزش کا بھرپور سامان ہے۔ اگر ستر کی رعایت اور انہماک کے بغیر کھیلا جائے، تو جائز ہوگا؛ بلکہ نیک مقصد کے لیے مستحسن قرار دیا جائے گا۔ عرب کا ایک مشہور پہلوان رُکانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی ٹھیرائی، تو آپ نے اس کو کشتی میں بچھاڑ دیا (ابوداود، السنن ابوداؤد، باب للباس، حدیث: 678)۔

رسول ﷺ بطحاء میں تھے کہ رکانہ بن یزید اپنی بکریوں کے گلے کے ساتھ جارہا تھا۔ یہ عرب کا ایک معروف پہلوان تھا اس نے اپنے زعم میں آپ ﷺ کو مقابلے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر کیا شرط لگاتے ہو اگر میں تم کو پچھاڑ دوں اس نے جواب دیا میں اپنے ریوڑ میں سے ایک بکری دوں گا، تو کشتی شروع ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو پچھاڑ دیا اور آپ ﷺ نے اس سے بکری وصول کی اور فرمایا دوبارہ کے لیے بھی تیار ہو اس نے کہا چلو دوبارہ کرتے ہیں آپ ﷺ نے اسے دوبارہ پچھاڑ دیا اور بکری پھر وصول کی۔ ایسا متعدد بار ہوا اور وہ کہنے لگا مجھے سمجھ نہیں لگی کہ آپ مجھے کیسے پچھاڑ دیتے ہیں، حالانکہ مجھے کوئی چت نہیں کرسکا پھر وہ اسلام لے آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بکریاں واپس کردیں (الشوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فی احادیث سید الاخیار، ج8، ص:88)۔

کھیل کے انعامات:

کھیلوں کے مقابلے میں جیتنے والے کو انعام دینا بھی سنت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے گھوڑوں کی دوڑ لگوائی اور جیتنے والے کو انعام دیا (حنبل، مسند احمد، 2001 (احادیث عبداللہ بن عمر) حدیث: 5161)۔

آپ ﷺ نے خود رکانہ سے مقابلے میں بکریاں حاصل کیں۔ قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ ان احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ سبقت لے جانے والے کو انعام دیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ انعام حاکم وقت یا امیر کی طرف سے ہو تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر انعام دو گروہوں میں سے ایک کی طرف سے تو عندالجمہور جائز ہے (الشوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فی احادیث سید الاخیار، 2001، ج8، ص:105)۔

شادی کی تقریبات:

باقی شادی کے موقع پر انصار تفریح کے لیے کھیل تماشہ پسند کرتے تھے۔سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراؓ کی شادی کی تقریب تھی۔ انصار کی بچیاں دف بجا کر اظہار مسرت کر رہی تھیں رسول اللہ بھی موجود تھے۔ وہ غزوہ بدر کے شہداء کے بارے اشعار پڑھ رہی تھیں کہ اچانک ایک بچی نے شعر پڑھا جس میں ذکر تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کل کی خبر بھی رکھتے ہیں۔اس شعر سے آپ ﷺ نے منع فرمایا(بخاری،الجامع الصحیح،کتاب النکاح حدیث: 5162) ۔

موسیقی:

اسلام میں خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت ہے۔ جناب بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ کے رسول غزوے سے صحیح سلامت واپس تشریف لائیں تو آپ ﷺ کے سر کے قریب کھڑے ہو کر دف بجا کر خوشی کا اظہار کرے گی۔جس کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر مانی ہے، تو اسے پورا کر۔ اور پھر اس نے مختلف صحابہ کی موجودگی کے باوجود دف بجائی تا آنکہ خوف عمر کے باعث اس نے دف بجانا بند کر دی (حنبل،مسند احمد،احادیث بریدہ،حدیث:5360)۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے۔کہ عید کے دن کچھ انصار کی بچیاں میرے پاس آ کر جنگ بعاث پر مشتمل شاعری کے گیت دف بجا کر گانے لگیں۔رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے کہ سیدنا ابو بکر تشریف لائے انہوں نے بچیوں کو منع کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اے ابو بکر بے شک ہر قوم کا عید کا دن ہوتا ہے اور یہ ہمارا عید کا دن ہے۔(مسلم، الجامع الصحیح ، کتاب العیدین، حدیث:1958)

مزاح:

نبی کریم ﷺ صحابہ اکرام سے خوش طبعی فرمالیتے تھے مگر آپ ﷺ نے کبھی ایسی خوش طبعی نہیں کی کہ دوسروں کی دل آزاری ہو۔ سیدنا انسؓ سے روایت ہے۔کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے سواری مانگی آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو اونٹ کا بچہ دوں گا۔وہ نا سمجھا اور کہنے لگا اللہ کے رسول میں اونٹ کے بچے کا کیا کروں گا تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ اونٹوں کے بچے ہی تو ہوتے ہیں(ابوداود،السنن ابوداود کتاب الادب،حدیث:5002)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کو (یعنی حضرت انس بن مالک کو) ایک مرتبہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے دوکانوں والے" (ابوداود ،السنن ابوداود کتاب الادب،حدیث:4990) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دیہات کا رہنے والا تھا جس کا نام "زاہر" تھا،وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو دیہات کا تحفہ پیش کرتا اور جب وہ مدینہ منورہ سے واپس جانے لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کوئی تحفہ عنایت فرمادیتے۔ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا دیہات ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت فرماتے تھے۔یہ صاحب کچھ زیادہ خوش شکل نہیں تھے۔ایک دفعہ وہ اپنا سامان فروخت کر رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آ کر کولی بھر لی (یعنی اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کو اپنے ساتھ ملا لیا) تاکہ وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔تو وہ کہنے لگا: کون ہو؟ مجھے چھوڑدو۔ مگر جب اس نے پہچان لیا تو اپنی کمر کو بڑے اہتمام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے ساتھ ملنے لگا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو کون خریدے گا؟ اس نے کہا: حضرت! میں تو کھوٹا غلام ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ نزدیک تو کھوٹا نہیں ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کے ہاں بڑا قیمتی ہے (حنبل،مسند احمد،تذکرہ زاہر بن حرامؓ،حدیث:11698)۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اکٹھے بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے اور کھجوروں کی گٹھلیاں سب اپنے سامنے رکھتے جا رہے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گٹھلیوں میں رکھ رہے تھے۔ جب سب کھا چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔کہ دیکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں تو حضرت علی رضی

اللہ عنہ نے فرمایا یہ بھی دیکھئے کہ گٹھلیوں سمیت کھجوریں کون کھا گیا (البلاذری،انساب الاشراف،1996،ج،12،ص113-114)۔

صحابہ اکرامؓ بھی آپس میں مزاح کرتے تھے۔ صحابہ کا جوہر فکر آخرت، گریہ وبکا اور خوف وخشیت تھا وہیں حق نفس ادا کرنے کے لیے جائز اور خوش طبعی اور علمی مزاح بھی انکا جوہر نفس تھا۔

ایک مرتبہ صدیق اکبر،فاروق اعظم،اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے اس طرح چلے جا رہے تھے۔ کہ حضرت علیؓ بیچ میں تھے اور دونوں حضرات دونوں طرف۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مزاحاً ارشاد فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم دونوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے لنا کے درمیان نون (کہ ایک طرف لام اور ایک طرف الف اور بیچ میں نون)۔ اس پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا جو مزاح طبعی کی جان ہے کہ اگر میں تمھارے درمیان نا ہوتا تو تم لا ہو جاتے (یعنی منفی ہو جاتے) کیونکہ لنا کا نون نکل جانے کے بعد لا رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں نہیں یعنی تم میرے بغیر کچھ نہیں (ابجوزی، کتاب الاذکیا،2014،(اردو ترجمہ لطائف علمیہ مترجم مولانا اشتیاق احمد)،ص:10-11)۔

شاعری کا سننا:

نبی کریم ﷺ بامقصد شاعری کو پسند فرماتے تھے۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔سب سے سچا کلمہ جو شاعر نے کہا وہ لبید کا کلمہ ہے جو یہ ہے کہ اللہ کے سوا تمام اشیا باطل ہیں (مسلم،الجامع الصحیح،کتاب الشعر،حدیث:5776)۔اسی طرح حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو فرمایا کہ مشرکین کی ھجو کرو بے شک جبریل تمھارے ساتھ ہے (بخاری،الجامع الصحیح،کتاب بدء الخلق،حدیث:3213)۔

عمرو بن شرید سے روایت ہے، انہوں نے سنا اپنے باپ سے، وہ کہتے تھے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہوا ایک دن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :تجھ کو امیہ بن ابی الصلت کے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :پڑھ۔ “میں ایک شعر پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :اور پڑھ۔ “یہاں تک کہ میں نے سو اشعار پڑھے (مسلم،الجامع الصحیح،کتاب الشعر،حدیث:5885)۔

حدی خوانی:

جب اونٹوں کا قافلہ چلتا تو ساربان لے میں گاتے جس سے اونٹ تیز چلتے اس گانے کو حدخوانی کہتے ہیں۔اس کی لے کے اثر سے انسان تو انسان جانور بھی مست ہو جاتے تھے اور تیز چلنا شروع کر دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے حد خوانوں میں حضرت عبداللہ بن روحہ،انجشہ،عامر بن الاکوع اور سلمہ بن اکوع شامل ہیں۔حضرت انجشہ کی آواز کی تاثیر بہت اچھی تھی۔ ان کے بارے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ٹھرو۔اے انجشہ نازک آبگینوں کو مت توڑو (الجامع الصحیح المسلم،کتاب الفضل باب رحمتہ ،حدیث:5916)۔یعنی عورتوں کے لیے مسلہ نہ پیدا ہو جائے اور وہ کسی فتنہ میں نہ پڑ جائیں (نواوی،الکامل شرح صحیح مسلم،2005،ج،2،ص:255)۔

حاصل بحث:

اسلام نے جہاں تفریح کی اجازت دی ہے وہاں اس نے اسکی حدود بھی مقرر کی ہیں۔ایک مسلمان کو ایسی تفریح کی اجازت نہیں جس کی وجہ سے کسی دوسرے انسان کی دل آزاری ہو یا اس کا کسی قسم کا نقصان ہو۔اور نا ہی تفریح کا یہ مطلب ہے کہ انسان یاد الٰہی سے دور ہو جاہے۔اسلام نے ایسی تفریح کی اجازت دی ہے اور اسکی حوصلہ افزائی بھی کی ہے جس میں مسلمان یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتا۔

تفریح کا مقصد روحانی مسرت کا حصول ہے جب کہ ایک مسلمان کے لیے یاد الٰہی ہی سب سے بڑی تفریح ہو سکتی ہے۔اس لیے مسلمانوں کو ایسی تفریحات کا چناو کرنا چاہیے جنکی وجہ سے ان کو روحانی مسرت بھی حاصل ہو جائے اور عبادات بھی ادا ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں صحابہ اکرامؓ ایسی ہی تفریحی سرگرمیوں کا انتخاب کرتے جن کی وجہ سے وہ لطف اندوز بھی ہوتے اور وہ سرگرمیاں جنگی لحاظ سے بھی اہم ہوتیں۔الغرض دین اسلام میں

تفریح کو اہمیت حاصل ہے اور اس کے ذریعے جسمانی طاقت اور ذہنی فرحت کا حصول ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

ابوداود ، سلیمان بن الا شعث ، سنن ابوداود،(2009) ،مکتبہ دارالرسالۃ العالیۃ،بیروت۔

ابن خلدون،عبدالرحمان بن محمد، تاریخ ابن خلدون، مقدمہ ، (2010)مکتبہ المعارف۔

ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم،لسان العرب (1956) دار صادر، بیروت۔

البلادی، احمد بن یحیٰی بن جابر، انساب الاشراف، 1996، دارالفکر، بیروت۔

التبریزی،ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح(2000)، مترجم مولانا محمد صادق خلیل ،مکتبہ محمدیہ، چیچہ وطنی۔

الخازن، علی بن محمد البغدادی ، تفسیر الخازن(1998)مکتبہ دارا لکتب العربیہ، پشاور.

الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فی احادیث سید الاخیار (2001)داراحیاء التراث بیروت۔

حنبل، احمد بن محمد بن حنبل، المسند، امام احمد بن حنبل(2001)موسۃ الرسالۃ، بیروت۔

بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری (2012) مکتبہ دارالسلام، الریاض۔

جوزی، عبد الرحمٰن ابو الفرج، کتاب الاذکیا(2014)اردو ترجمہ لطائف علمیہ مترجم مولانا اشتیاق احمد، مکتبہ العلم، لاہور۔

حسام الدین، علاالدین علی متقی، کنزالعمال، (2009) دارالاشاعت، کراچی۔

سیوطی، جلال الدین، جامع الصغیر (1995) موسۃ الریان، بیروت، لبنان۔

فیروزالدین، مولوی، فیروزالغات(2005)فیروزسنز، لاہور۔

مسلم ، ابو الحسین مسلم بن حجاج الجامع الصحیح المسلم (2016)مکتبہ دارالسلام، الریاض۔

نسائی، احمد بن شعیب، السنن نسائی(2000)مکتبہ السلفیہ، لاہور۔

نواوی ، یحیٰی بن شرف ،الکامل شرح صحیح مسلم (2005)قدیمی کتب خانہ ، کراچی۔

نیر ، مولوی نور الحسن، نور اللغات(2002)ج،2،ص،208، مقبول اکیڈمی ،لاہور۔

A.S.Hornby Oxford advance Learners Dictionary5th edition (Oxford university1995) England